روشن خیالی

''روشن خیالی'' ایک اصطلاح بن گئی ہے اور جدیدیت کے داعیوں نے اسے بہت پھیلایا، یہ اصطلاح قدیم اور فرسودہ خیالات کے مقابلے میں لائی گئی ہے، زندگی کے دوسرے شعبوں سے متعلق پرانی صدیوں کے خیالات، رنگ ڈھنگ، نئے زمانے کی نمائش گاہ ں واقعتاً فرسودہ اور تاریک دکھائی دیتے ہیں، جہاں رات کی تاریکیوں کا مقابلہ کسی ٹمٹماتے دیے، کسی دیب کی زرد روشنی اور کسی جلتے بجھتے چراغ سے کیا جاتا تھا...... جہاں مسافتیں، کسی گھوڑے، کسی اونٹ اور گوشت والے جانور کی پشت کی محتاج تھیں اور دور دور کے فاصلے تھکے سار بان مہینوں میں طے کرتے ...... جہاں دہقان درانتی لیتا، شانہ ہلاتا، مدتوں پسینہ بہاتا، تب کہیں کھیت سے اپنی تنگ و دو کا خراج وصول کرتا۔ زندگی کا بار مشینوں پر نہیں، انسان کے اپنے دوش پر تھا...... انسانی محنت اور زمانے کا سفر جاری رہا اور پھر کائنات نے انسانی زندگی کے لیے اپنے سربستہ راز کھول دیئے...... اس کی راتیں برقی قمقموں سے جگمگا اٹھیں اور مشقتوں کا بار مشینوں کے حوالے کر دیا گیا، فاصلے سمٹ گئے اور دوریاں قربتوں میں بدل گئیں، یوں روشن زمانے نے تاریک دور کا خاتمہ کر دیا۔

لیکن عہد جدید کا یہ سارا انقلاب صرف ایک ہی نکتہ کے گرد گھومتا ہے اور وہ ہے انسانی جسم کے لیے سہولتوں کی فراہمی، سائنسی اور صنعتی انقلاب کے جس جس پہلو پر بھی غور کیا جائے، اس کی ہر تان اسی محور پر آ کر ٹوٹتی ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انسان صرف جسم کا نہیں، جسم اور روح دونوں کا نام ہے، جسم کی طرح روح بھی غذا، راحت کے کچھ اسباب چاہتی اور کچھ تقاضے رکھتی ہے، جسم کے اندر روح بے چین ہو تو انسان سکھ کی زندگی کبھی نہیں گزار سکتا۔ مذہب روح کو سکون اور غذا بخشتا ہے اور مادی ترقی سوگنا اور کیوں نہ بڑھ جائے، وہ روح کو کبھی آرام و سکون نہیں دے سکتی، مادی ترقی کی چکا چوند سے کئی مفکرین کی آنکھیں خیرہ ہوئیں تو سامنے کی یہ حقیقت ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی، وہ فکری گمراہی کی راہ پر چل کر مادی ترقی کے روشن انقلاب کو مذہب کی طرف لے گئے اور اس بات کے داعی بن گئے کہ جس طرح سائنسی اور صنعتی ترقی نے کئی چیزیں تیاگ دی ہے، سابقہ مذہبی تعلیمات کو بھی چھوڑ دیا جائے یا ان میں ترمیم و تبدیلی کر دی جائے، اس ترمیم و تبدیلی کی طرف وہ ''روشن خیالی'' کے خوب صورت عنوان سے دعوت دینے لگے، یہ روشن خیالی کیا ہے؟...... مضطرب روح کو بے چینیوں کے حوالے کرنے کا نام!

اس روشن خیالی کا آغاز مذہبی قیود کی آزادی سے ہوتا ہے، اس میں دنیا کمانے کا ہر وہ طریقہ جائز ہے جو اس وقت تجارت کی عالمی منڈی میں رائج ہے، عورتوں کا پردہ، فرسودگی اور چہرے کو اس جھنجٹ سے دور رکھنا روشنی کی علامت ہے، خواتین کا نیکر پہن کر نائٹ کلبوں میں جانا اور انہیں ریس مقابلوں میں دوڑانا اس روشن خیالی کا حصہ ہے، مرد و زن کا بے باکانہ اختلاط اور شراب و کباب کی محفلوں پر اس میں کوئی قدغن نہیں لگائی جا سکتی کہ یہ سب ترقی یافتہ زمانے کا جزو بن چکی ہیں، کسی زمانے میں اس پر پابندیاں ہوتی ہوں گی لیکن اب عہد، روشن روشوں کا ہے، قدیم آدرشوں پر اڑنے کا وقت بیت چکا ہے۔ یہ روشن خیالی کیا ہوئی...... آزادی و نفس پرستی، آوارگی و بے راہ روی!

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مذہب کی کوئی تعلیم مادی ترقی کی راہ میں کبھی رکاوٹ نہیں بنی، زندگی کی جدید مادی آسائشوں کے حصول کے لیے محنت و جدوجہد کی ضرورت ہے، یہ منزل مذہبی تعلیمات تیاگ دینے سے حاصل نہیں ہو سکتی، یہ تلخ کام ترکی کا مصطفیٰ کمال پاشا کر چکا ہے، یورپ و مغرب کے رنگ میں رنگنے کے لیے وہ اپنے اپنا تشخص، اپنی قومی روایات، اپنی ترجیحات حتیٰ کہ اپنے رسم الخط تک سے دستبردار ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے مرنے کی آدھی صدی بیت جانے کے باوجود ترکی آج بھی وہیں کھڑا ہے جہاں کمال پاشا نے اسے چھوڑا تھا، کمال کا ہم خیال سیکولر طبقہ ہاتھ میں عرضی لیے یورپ میں شامل ہونے کے لیے خداوندان مغرب کے سامنے سرنگوں ہے۔ لیکن ترکی کے حصے میں ذلت کے سوا اور کیا آیا؟...... اس لیے روشن خیالی کا یہ تصور مسلمان معاشرے کو جہنم زار تو بنا رہا ہے، وہ اس